السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ماہِ جون کے شمارے میں قربانی کے احکامات اور فضائل دیئےگئے ہیں ان میں سے ایک حدیث میت کی قربانی کے حکم کے سلسلے میں لکھی ہوئی ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا مشروع اور جائز ہے۔ اس حدیث کے بارے میں وضاحت درکار ہے کہ آیا یہ حدیث ضعیف تو نہیں؟ اگر ضعیف ہے تو آئندہ شمارے میں اس کی وضاحت فرما دیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مذکورہ بالا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت جو سنن ابوداوٗد ۳/۴۹ اور ترمذی ۴/۸۴ ٤٤ پر مروی ہے انتہائی ضعیف ہے۔ اس روایت کے ضعیف ہونے کے اسباب درج ذیل ہیں :

۱) امام ترمذی نے اس روایت کے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ھٰذا الحدیث غریب لا نعرفہ الا من حدیث شریکٍ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے شریک کے واسطے کے علاوہ کسی اور واسطے سے نہیں پہچانتے اور شریک بن عبداللہ القاضی کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی تقریب التہذیب ۱۴۵ پر فرماتے ہیں : ''سچا ہے لیکن کثرت سے غلطیاں کرتا ہے اور جب سے اسے کوفہ کا قاضی بنایا گیا اس کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔''

امام مسلم نے صرف متابعت میں اس کی روایات نقل کی ہیں ان سے احتجاج نہیں کیا۔

۱) اس روایت کی سند میں دوسری خرابی یہ ہے کہ شریک ابوالحسناء سے روایت کرتا ہے اور یہ مجہول راوی ہے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی تقریب ٤٠١ پر رقم طراز ہیں کہ :

۲) تیسری خرابی یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا والا حنش ہے جو ابوالمعمر الکنانی ہے۔ یہ راوی بھی متکل فیہ ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے تقریب ۴۰۱ پر لکھا ہے کہ : ''سچا ہے لیکن اس کی روایات میں وہم ہوتا ہے اور مرسل روایات بیان کرتا ہے۔''

۳) تیسری خرابی یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا والا حنش ہے جو ابوالمعمر الکنانی ہے۔ یہ راوی بھی متکلم فیہ ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے تقریب ۸۵ پر لکھا ہے کہ : "صدوق لہ ظلوہام ویرسل" سچا ہے لیکن اس کی روایات میں وہم ہوتا ہے اور مرسل روایات بیان کرتا ہے۔''

امام ابنِ حبان فرماتے ہیں کہ یہ کثیر الوہم ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بعض روایات نقل کرنے میں منفرد ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔''

امام ابنِ حبان فرماتے ہیں کہ یہ کثیر الوہم ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بعض روایات نقل کرنے میں منفرد ہے اور قابل حجت نہیں ہے۔ (عون المعبود مع ابوداوٗد ۳/۸۱)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں۔

نوٹ : اس کے علاوہ اسی مضمون کی ایک روایت ((عن یزید بن أرقم قال قلنا یا رسول اللہ ما ہذہ الأضاحی قال سنة أبیکم إبراہیم .)) (ابن ماجہ (۳۱۲۸) ۲/۱۰۴۵ بھی انتہائی ضعیف ہے بلکہ موضوع ہے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں :

۱) اس کی سند میں عائذ اللہ المجاشعی ہے جس کے بارے میں امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''لا یصح حدیثہ" اس کی حدیث صحیح نہیں ہے۔'' امام ابو حاتم نے کہا : (ھو متروک الحدیث) (تنقیح الرواة ۱/۲۸۰) حافظ ان حجر عسقلانی نے فرمایا : ضعیف (تقریب : ۱۶۲)

۲) دوسرا راوی نفیع بن الحارث ابوداوٗد میں ہے۔ اس کے بارے میں امام دار قطنی نے فرمایا : ھو متروک (تنقیح الرواة ۱/۲۸۰) امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں فرمایا : ھو متروک واتّھم بوضع الحدیث حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے فرمایا : متروک وقد کذّبہ ابن معینٍ (تقریب ۳۵۹) معلوم ہوا کہ نفیع بن الحارث متروک الحدیث اور جھوٹا راوی ہے۔

۳) اس کے علاوہ سلام بن مسکین عائذ اللہ سے روایت کرنے میں بھی منفرد بھی ہے۔ (تنقیح الرواة ۱/۲۸۰)

یہ مضمون نگار کی غفلت و تساہل کا نتیجہ ہے کہ اس نے تحقیق نہیں کی۔ اور مجلّہ الدعوة میں روایت طبع ہونے پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں، اُمید ہے کہ قارئین ہماری اس لغزش کو معاف کردیں گے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[آپ کے مسائل اور ان کا حل](#)

ج1

محدث فتویٰ